۱۳

کس طرح کا وہ زہر ہلاہل تھا آہ آہ
مردہ ہی اترا زین سے شیعوں کا بادشاہ
ہوں گی بتولؑ سامنے عادل کے دادخواہ
انصاف اِس کا حشر میں ہوگا خدا گواہ
بیشک یہ قول مانیگا جو حق شناس ہے
اب تک وہ زین مہدیؑ ہادیؑ کے پاس ہے

۱۴

باقرؑ کے واسطے مرض الموت تھا وہی
ایذائے سخت کل کے مددگار نے سہی
طاقت نہ اٹھنے کی شہ ذیجاہ میں رہی
بخشا پسر کو آپ نے زورِ یدِ اللّٰہی
صدمہ عجیب تھا جعفرؑ صادقؑ کی جان پر
جاری وصیتیں ہوئیں جس دم زبان پر

۱۵

کہنے لگے پسر سے امام فلک وقار
ہاں پارۂ جگر مرے شیعوں سے ہشیار
تعلیم ایسی چاہیئے اے میرے یادگار
محتاج ہوں مسائل دیں کے نہ زینہار
بولا پسر کہ دوں گا سبق رات دن حضور
ایسا ہی میں کروں گا رہیں مطمئن حضور

۱۶

رونے لگا پسر جو سنا یہ کلام یاس
شہ نے کہا خدا ہو نگہبان نہ ہو اداس
رکھا ہوا ہے جو مرے احرام کا لباس
دینا کفن اس سے مجھے میرے حق شناس
نہلانا اپنے ہاتھ سے اے مہ جبیں ہمیں
پڑھ کر نماز قبر میں رکھنا تمہیں ہمیں

۱۷

بیٹے نے عرض کی یہ فدا حکم شاہ پر
اب تو حضور چاق مجھے آتے ہیں نظر
ہے خیریت عیاں نہیں کچھ موت کا اثر
شہ نے کہا صدا کوئی سنتے ہو اے پسر
مجھ کو بلانے عائدِ بیمار آئے ہیں
بیٹا تمہارے جدؑ پسِ دیوار آئے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

آواز دے رہا ہے جگر گوشۂ حسینؑ
آجلد باغِ خلد میں اے میرے نورِ عین
۱۸
یہ کہتے کہتے چپ ہوئے سلطان مشرقین
لختِ جگر نے آہ کی آیا دلِ کو چین
دیکھا کہ حال غیر ہے شاہ امام کا
قبلہ کی سمت کر دیا چہرہ امام کا

کرتے تھے شور اہل حرم وا محمدا
صدمے سے حال جعفرؑ صادق کا تھا تباہ
۱۹
غسل و کفن کے بعد جنازہ اٹھا یہ آہ
اصحاب ننگے سر ہوئے جس دم پڑی نگاہ
تابوت لائے تربتِ سجادؑ کے قریب
مغموم کا گزر ہوا ناشاد کے قریب

ہاں سوگوار و آہ و فغاں کا ہے یہ مقام
تکبیریں پانچ کہہ چکا باقرؑ کا لالہ فام
۲۰
لو مومنو نمازِ جنازہ ہوئی تمام
مدفون امامِ عصر نے کی میت امام
پایا بچھونا خاک کا خالق کے نور نے
دیوار قبر پر کیا تکیہ حضور نے

مٹی خدا پرستوں نے دی بن گیا مزار
تھا سینۂ زمیں میں نیا داغ آشکار
۲۱
جس طرح آج روتے ہیں مولا کے سوگوار
اُس دن اسی طرح سے تھے سب اشکبار
غل تھا جہاں سے شیعوں کا فریاد رس گیا
گھر ایک اور شہرِ خموشاں میں بس گیا

مجلس در شہادت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام!

سر پیٹو آج موسیٰ جعفر ہوا شہید
ابن علیؑ و ابن پیمبرؐ ہوا شہید
۱
غربت میں آہ کاظمِ بے پر ہوا شہید
لو مومنو کہ ساتواں رہبر ہوا شہید
پلوا کے زہر بادشہ خاص و عام کو
ہارون رشید نے مارا امام کو

Presented by Ziaraat.Com

کس طرح سے بیان کروں ظلمِ اہلِ کیں | افسوس پیٹ بھر کبھی کھانا ملا نہیں
فاقہ پہ فاقہ کرتا تھا احمدؐ کا جانشیں ۲ | زنداں میں چودہ سال تھے محبوس شاہِ دیں
طاقت نہ تھی ذرا بھی قعود و قیام کی
حالت یہ تھی امام علیہ السلام کی

دی اُمتِ نبیؐ کو نہ حضرت نے بد دعا | ہر وقت شہ کے لب پہ رہا شکرِ کبریا
سندی کے تازیانوں کی ہر روز تھی جفا ۳ | بہتا تھا خون جسم سے روحی لہ الفدا
ایذائے قید ایسی کسی نے سہی نہیں
بیداد اس طرح کی کسی پہ ہوئی نہیں

القصہ زہر آپ کو انگور میں دیا | جس سے جناب موسیٰ کاظمؑ کی قضا
بعضوں نے لکھا ہے یہ شہادت کا ماجرا ۴ | پگھلا کے شیشہ آپ کو جبراً پلا دیا
کیسے کہوں کہ حال ہوا کیا امام کا
جل کر ہوا کباب کلیجا امام کا

غل پڑ گیا کہ موسیٰ کاظمؑ نے کی قضا | لاشہ کو لا کے جسر پہ اعدا نے رکھ دیا
اور چہرۂ امام سے کپڑا ہٹا دیا ۵ | دو روز یوں ہی لاش کا چہرہ کھلا رہا
تھی لاش بے کفن شہِ عالی مقام کی
توقیر تھی یہ آلِ رسولِؐ انام کی

نزدیک بھائی تھا نہ پسر تھا نہ بھانجا | تنہائی میں یہ ظلم و ستم وا مصیبتا
دو روز تک تو جسر پر لاشہ پڑا رہا ۶ | میت پہ رونے والا بھی ہے ہے کوئی نہ تھا
صدمے اٹھا کے ہائے جہاں سے گزر گئے
غربت میں آہ کاظمؑ ذیشان مر گئے

Presented by Ziaraat.Com

شیعہ نثار آپکی غربت کے یا امام — غربت میں تم شہید ہوئے اے شہ انام
بے جرم مارا آپ کو یا شاہِ خاص و عام — ۷ — ہارون نے حیف کر دیا کام آپکا تمام

خوفِ خدا نہ خوفِ رسولِؐ خدا کیا
شمعِ حیات آپ کی ظالم بجھا دیا

راہِ خدا میں حضرتِ کاظمؑ فدا ہوئے — اور غم میں مبتلا حرم مصطفےٰؐ ہوئے
ظلم و ستم امام پہ جب سے سوا ہوئے — ۸ — دراحسرتا یتیم امام رضاؑ ہوئے

شیعوں کے سر سے اٹھ گیا سایہ امام کا
ہے جسر پہ پڑا ہوا لاشہ امام کا

قتل تماشہ دیکھتے ہیں سارے مرد و زن — ہے زیر آفتاب امام ہدا کا تن
ہارون کا بھائی لاش پہ آیا السعد محن — ۹ — حضرت کو اپنے گھر سے دیا قیمتی کفن

کاظمؑ کے پاس بھیجا خدا نے فدائی کو
لیکن کفن ملا نہ شہ کربلائی کو

سجاد تو نے خوب لکھا ہے مرثیہ — ۱۰ — برپا ہے اہلِ بزم میں اک محشر بکا
رو رو کے کر یہ خالقِ علاّم سے دعا — پہنچا دے جلد روضۂ کاظمؑ پہ کبریا

سب مومنوں کے واسطے جا کر دعا کروں
رو رو کے قبرِ پاک پہ یہ مرثیہ پڑھوں

مجلس در شہادت امام علی رضا علیہ السّلام

راضی رضاؑ تھے مرضئ پروردگار پہ — مجبور دل کو رکھتے تھے کس اختیار پہ
دیتے تھے جان جادۂ صبر و قرار پہ — ۱ — چلتے تھے مسلکِ پدر نامدار پہ

تھا حلم کاظمیؑ شہ عالی جناب میں
دل میں جو روشنی تھی نہیں آفتاب میں

Presented by Ziaraat.Com

صابر لقب تھا آپکا فاضل بھی تھا خطاب — مشہور ابوالحسنؑ بھی تھے مانند بوتراب
خاصانِ حق کی آنکھوں کے تارے فلک جناب — ٢ — مکّے کے ماہتاب مدینے کے آفتاب
تھے ورثہ دار طالع بیدار پنجتنؑ
روشن ضمیر مطلعِ انوارِ پنجتنؑ

شہرہ ہوا امام دو عالم کا شہر شہر — کہتے تھے سب یہ پھول ہے سرتاج باغِ دہر
امرت ہے اس کا عشق عداوت ہے اسکی زہر — ٣ — سیّد کے دشمنوں پہ ہو نازل خدا کا قہر
دولت یہ ہے رسولؐ کی نعمت خدا کی ہے
نامِ خدا بھی توصفت اولیا کی ہے

جو صاحبِ یقیں تھے بڑھا ان کا اعتقاد — حضرت سے خار کھانے لگے بانیٔ فساد
رکھتے تھے خاندانِ رسالت سے جو عناد — ٤ — اُن حاسدوں کے دل کی کدورت ہوئی زیاد
کہتے تھے اُن کے واسطے جاہ و حشم کہاں
آلِ نبیؐ نے کی جو حکومت تو ہم کہاں

مامون شاہِ دیں کا بظاہر تھا قدرداں — باطن میں بغض رکھتا تھا حضرت سے بدگمان
اس کا سبب یہ تھا کہ شہنشاہِ انس و جاں — 5 — لاتے نہ تھے کلام خوشامد کا درمیاں
ہرگز نہ امر و نہی میں وسواس کرتے تھے
حق بات کہنے میں نہ کبھی پاس کرتے تھے

اک روز آئے ملنے کو سلطانِ بحر و بر — دیکھا عجیب شان سے بیٹھا ہے بے خبر
خادم کھڑا پانی ڈالتا ہے اُس کے ہاتھوں پر — ٦ — مشغول ہے وضو میں وہ مغرور خیرہ سر
بولے رضاؑ کہ اس میں رضائے خدا نہیں
ہو دوسرا شریکِ عبادت روا نہیں

شرما کے اُس نے لے لیا خادم سے ظرفِ آب — دل آتشِ غضب سے مگر ہو گیا کباب
جب وعظ و پند کرتے تھے شاہِ فلک جناب — ٧ — رہ جاتا تھا عدوئے خدا کھا کے پیچ و تاب

Presented by Ziaraat.Com

اس طرح رفتہ رفتہ وہ بیزار ہو گیا
مہماں کو زہر دینے پہ تیار ہو گیا

تھا وہ شقی سفر میں مع لشکر و سپاہ ۸ ہمراہ تھے امام اُمم حجّتِ اِلٰہ
لی سنگدل نے جان مسافر کی بیگناہ انگور یا رطب میں دیا زہر آہ آہ
رستے میں دردمند مسیحِ زماں ہوئے
آثارِ زہرِ گل سے بدن پر عیاں ہوئے

اک قریہ طوس کا تھا کیا آکے واں مقام ۹ لکھا ہے راویوں نے سنا یاد اُس کا نام
اب مشہدِ رضاؑ جسے کہتے ہیں خاص و عام غربت زدہ کو موت نے آکر کیا سلام
بے حال بے دیار ہوا اُس دیار میں
آئے مدد کو عقدہ کشا احتضار میں

خیر الانام آئے عیادت کے واسطے ۱۰ چھوڑا مدینہ اُن کی رفاقت کے واسطے
بنتِ رسولؐ پوتے کی راحت کے واسطے دیتی تھیں حق کو قدرت و رحمت کے واسطے
لختِ جگر کے غم میں حسنؑ کو نہ ہوش تھا
آگاہ رنجِ زہر سے وہ سبز پوش تھا

بیکس حسینؑ روتے ہوئے کربلا سے آئے ۱۱ سجادؑ ناتواں نے بھی صدمے بہت اٹھائے
کہتا ہے چاؤ پیار کہ تشریف یہ سب لائے بیتابیاں وہ باقرؑ و جعفرؑ کی ہائے ہائے
گریاں جفائے بانیٔ بیداد سے چلے
کاظمؑ پسر سے ملنے کو بغداد سے چلے

شیعوں کا پیشوائے مہم دلبرِ رضاؑ ۱۲ نامِ خدا مسمّٰی محمدؐ قمر لقا
جس کا لقب جوادؑ ہے روحی لہ الفدا برحق امامِ خلق تقیؑ شاہِ اتقیا
در پردہ وہ آیا نزدِ پدر رونے کیلئے
حضرت کا جانشیں و وصی ہونے کیلئے

Presented by Ziaraat.Com

تعلیم کر کے بیٹے کو اسرارِ کردگار — عازم ہوئے بہشت کے آقائے نامدار
دردِ جگر سے روح تھی قالب میں بیقرار — پہلو میں دل تھا زہر کی تاثیر سے فگار ١٣
سوجھا ہوا تھا سب تنِ اقدس حضور کا
گھٹنا اجل کے صدمے سے آنکھوں کے نور کا

تھوڑی سی رات گزری تھی ڈوبا جو وہ قمر — شیعوں کے رہنمائے جہاں سے کیا سفر
آثارِ حشر آنے لگے ہر طرف نظر — غربت پہ بے وطن کی ملائک تھے نوحہ گر ١٤
جن رو رہے تھے غم تھا مصیبت نصیب کا
اوجِ ہوا پہ شور تھا مات الغریب کا

وہ وقت آگیا کہ ہوئے قلب آب آب — میت کا غسل ہونے لگا رو دیے شیخ و شاب
پنہاں ہوا کفن میں دل و جانِ بوتراب — برجِ شرف کا چاند ہوا داخلِ سحاب ١٥
رستے بھرے تھے ماتمیوں کے ہجوم سے
تابوت اُٹھا غریبِ خراساں کا دھوم سے

جن عورتوں کے عقد کو گزری تھی ایک شب — لیکے شوہروں سے اجازت چلیں وہ سب
روتی تھیں ساتھ ساتھ جنازے کے باادب — مہماں تھا اُن کا محسنِ امتِ شہِ عرب ١٦
ایسا کبھی کسی کا جنازہ اُٹھا نہ تھا
ملکِ عجم تھا وادیِ کرب و بلا نہ تھا

کرتا ہوں یاد آپ کو اس وقت یا حسینؑ — بے غسل و بے کفن شہِ گلگوں قبا حسینؑ
مقتولِ ظلم بیکس و بے آشنا حسینؑ — پروردۂ کنارِ رسولِ خدا حسینؑ ١٧
کس کا سہارا تھا بدنِ پاش پاش کو
ہے ہے ملا تھا تیروں کا تابوت لاش کو

Presented by Ziaraat.Com

مجلس درشہادت امام محمد تقی علیہ السلام

کیا حال ہو رضا کے جگر بند کا بیاں — پیارا تھا مرتضیٰ کا وہ سلطان انس و جاں
معجز نما۔ امام زماں۔ ہادی جہاں — ایسے ولی کے درپئے ایذا تھے بدگماں
سوزِ الم سے دل میں تھے چھالے پڑے ہوئے
تھے رشکِ گل کو جان کے لالے پڑے ہوئے

۱

لعنت خدا کی معتصم نابکار پر — بھیجا پیام چھوڑیئے گھر آیئے ادھر
درپیش آہ پھر ہوا بغداد کا سفر — پر اس سفر نے منزل آخر کی دی خبر
مظلوم کا یہ کوچ وطن سے اخیر تھا
مشتاق کنج قبر کا وہ گوشہ گیر تھا

۲

ہمراہ ام فضل بھی تھی موردِ عذاب — یثرب سے جانے کی تھی خوشی اس کو بے حساب
اس کا چچا تھا معتصم خانماں خراب — بغداد میں پہنچ گئے شاہِ فلک جناب
توقیر ظاہری تو بہت بے وفا نے کی
پر فکرِ قتلِ شاہ اس اہلِ جفا نے کی

۳

بغداد میں مقیم رہے سال بھر حضور — ناری یہ چاہتا تھا کہ گل ہو چراغِ نور
واقف تھا ام فضل کی حالت سے پر فتور — رکھتی تھی بغض رہبرِ عالم سے بے شعور
ظالم کے مشورے سے وہ خرسند ہو گئی
کہنے پہ معتصم کے رضامند ہو گئی

۴

بے مروتی۔ یہ ستم۔ یہ غضب، یہ قہر — وہ بیکسی امامؑ کی وہ دور اپنا شہر
دیکھیں تو اہل دل خلشِ خار باغِ دہر — انگور رازقی میں دیا فاقہ کش کو زہر
لیں کروٹیں علیؑ ولی کو پکار کے
اعضائے پاک سوج گئے دل فگار کے

۵

Presented by Ziaraat.Com

٦

روتے لگی وہ دیکھ کے حضرت کا حالِ زار
فرمایا آپ نے کہ عبث ہے تو اشک بار
اُس عارضے سے دیگا سزا تجھ کو کردگار
جس کا کوئی علاج نہیں اے جفا شعار
دیتی جواب کیا سرِ ملعونہ جھک گیا
دم شاہِ دیں کا زہر کے صدموں سے رُک گیا

٧

تکلیف پائی چند شب و روز جاں گسل
تاثیرِ سم سے آگ تھی سینہ میں مشتعل
وہ کرب وہ جگر کی حرارت وہ دردِ دل
ہوتا گیا رسولؐ کا دلدار مضمحل
حاکم نے کی مدد نہ توجہ طبیب نے
آخر سفر کیا سوئے جنت غریب نے

٨

کمھلا کے رہ گیا گلِ تر بوترابؑ کا
مرجھایا نونہال رسالت مآبؐ کا
دیکھا جو اما مرگ نے رنگ انقلاب کا
وہ موت بیکسی کی وہ موسم شباب کا
کیوں پیرِ چرخ جائے تاسف ہے یا نہیں
کمسن اماموں میں کوئی ایسا ہوا نہیں

٩

جب داخلِ بہشت ہوا باغِ دیں کا پھول
آئے شریر تازہ بلا کا ہوا نزول
کیونکر اٹھائی لاشِ جگر گوشۂ رسولؐ
داد اس کی لیں گی حشر میں اللہ سے بتولؑ
کس طرح میتِ شہِ دیں گھر سے لے گئے
دیوار کوئی توڑ دی یا در سے لے گئے

١٠

جس وقت زندگی نے دیا آپ کو جواب
بالائے بام تھا وہ امامت کا آفتاب
رستے میں آئے زیرِ مکاں خانماں خراب
کوٹھے پہ بعض چڑھ گئے اعدائے بوترابؑ
کن لفظوں میں وہ حادثۂ جانگزا کہوں
دنیا کا یہ نشیب و فراز اور کیا کہوں

Presented by Ziaraat.Com

۱۱

خالی مقام گل کا ہوا خار سے چلے — تابوت میں نہ لاش کو غدار لے چلے
ہاتھوں پہ میت شہ ابرار لے چلے — ٹھکرائے سقف جانب دیوار لے چلے
خود گر پڑے نہ وہ ستم آرا زمین پر
پہنچا فلک سے ٹوٹ کے تارا زمین پر

۱۲

ایسا بھی واقعہ نہ ہوا ہوگا دلخراش — البتہ قلب تھے غمِ مسلمؑ سے پاش پاش
زندہ گرایا بام سے یا پھینکی ان کی لاش — لیکن یہ پردہ ظلم کا ہے اس سے بڑھ کے فاش
اہلِ عزا خیال کریں کتنا فرق ہے
مسلم کوئی امام نہ تھے اتنا فرق ہے۔

۱۳

پہنچی مزار تک نہ کئی روز جسم پاک — وہ رہنمائے دیں تھا سرِ راہ زیب خاک
دیکھے جو معجزات ڈرے ہم نہ ہوں ہلاک — پہچان کر حق اس کا نہ مردم ہوں خشمناک
بے شرم لاش لے گئے دفنانے کے لئے
آئے ملک بہشت سے کفنانے کے لئے

۱۴

انجام اس طرح بھی کتابوں میں ہے رقم — شیعوں نے آپ کے جو سنا یہ نیا ستم
روتے ہوئے گئے سرِ تسلیم کو کے خم — میت کو بہر غسل اٹھایا بچشم نم
سینوں کو اپنے خستہ جگر پیٹنے لگے
عمامے پھینک پھینک کے سر پیٹنے لگے

۱۵

نہلایا اس مسافر دار السلام کو — بھر آئے دل کفن جو پنہایا امام کو
تابوت میں لٹا کے شبیہ خاص و عام کو — پرسا دیا علیؑ کو رسولؐ انام کو
نالے طواف کرتے تھے عرشِ مجید کا
ماتم کیا اٹھا کے جنازہ شہید کا

۱۶

تھیں تربتیں قریش کی بغداد میں جہاں — مشہور کاظمینؑ ہے اب غیرت جناں

Presented by Ziaraat.Com

پہنچا وہاں جنازہ سلطان انس و جاں — دیندار ننگے سر اسی جانب ہوئے رواں
اِک طفلِ مہ لقا کا گذر ناگہاں ہوا
وہ مقتدا نماز پڑھا کر نہاں ہوا

جس جا تھی قبر موسیٰؑ کاظمؑ فلک وقار — پہلو میں اُس لحد کے کھُدا دوسرا مزار
پوشیدہ زیرِ خاک ہوا نورِ کردگار — حسرت پکارتی تھی کہ اس شان کے نثار ۱۸
تاخیرِ دفن سے بھی شرف آشکار ہے
یہ وارثِ حسینؑ غریب الدیار ہے

سرگرم واں تھے اہلِ قریٰ بادلِ حزیں — یاں ان کے شیعہ آئے پے دفنِ شاہِ دیں
شبیرؑ جاں بلب ہوئے تھے زینتِ زمیں — بیجاں تھا اس بلا میں حضرت کا نازنیں ۱۹
یہ دکھ سوا ہے سبطِ رسولؐ انام سے
گھوڑے سے وہ زمیں پہ گرے تھے یہ بام سے

مجلسِ در شہادتِ امام علی نقی علیہ السلام

کس عمر میں علی نقیؑ بے پدر ہوئے — بچپن میں دل پہ چوٹ لگی نوحہ گر ہوئے ۱
یثرب میں جانشینِ شہ بحر و بر ہوئے — یہ وارثِ بضاعتِ خیر البشرؐ ہوئے
علم و عمل کو مان لیا شیخ و شاب نے
کیا کمسنی میں پائی بزرگی جناب نے

یہ چرخِ نہم امامِ دہم کا مقام ہے — پشت و پناہِ عرشِ بریں اُن کا نام ہے ۲
ہر چار سمت مدح و ثنائے امام ہے — تشبیہ شش جہت کی درود و سلام ہے
ناری ہے جو کہے کہ یہ نورِ خدا نہیں
انوارِ خمسہ نجبا سے جدا نہیں

Presented by Ziaraat.Com

اے دورِ چرخ واہ یہ کیسا ہے انتظام　　خاموش کیوں ہوں کہ شکایت کا ہے مقام
رہنے نہ پائے چین سے اس طرح کا امام　　۴　　وہ زورِ ظالموں کا وہ ایذائیں صبح و شام

فرزند پر رسولؐ کے امت جفا کرے
پرساں جب کوئی ہو تو مظلوم کیا کرے

تیار قتل پر متوکل رہا مدام　　مجبور رہ گیا وہ عدوے شہ انام
پہنچا سقر میں چھوڑ کے یہ کار ناتمام　　۴　　قائم مقام اُس کے ہوئے دشمنِ امام

فرصت ملی نہ دلبرِ شبیرؑ الہ کو
تدبیر معتمد سے ملا زہر شاہ کو

وہ خلق کا مسیح ہوا صاحبِ فراش　　بے حس تھا جسم فرش پہ گویا پڑی تھی لاش
گنجِ لحد کی گوشہ نشیں کو ہوئی تلاش　　۵　　سوراخ دل میں تھے تو کلیجہ تھا پاش پاش

آتے تھے حال دیکھنے باشندے شہر کے
پوتا رضاؑ کا مرتا تھا صدمے سے زہر کے

راوی بہت سے ہاشمی اس کے ہیں لاکلام　　جن میں ہے ایک کا حسن ابنِ حسین نام
آیا جو روزِ رحلت شاہِ فلک مقام　　۶　　صحنِ مکاں میں فرش پہ تھے جلوہ گر امام

مجمع بہت تھا سیدِ ذیجاہ کے قریب
مردم تھے جمع یک صد و پنجاہ کے قریب

ناگاہ عسکریؑ نظر آئے ہمیں اُداس　　داخل ہوئے مکاں میں عیاں چہرے سے تھی یاس
پابندِ حزن چاک گریباں و بے حواس　　۷　　داہنی طرف کھڑے ہوئے آ کر پدر کے پاس

کس حال میں ہیں کون یہ ہیں جانتے نہ تھے
حضارِ انجمن انہیں پہچانتے نہ تھے

نورِ نظر کو دیکھ کے حضرت نے یہ کہا　　۸　　کر شکرِ کردگار کا اے میرے مہ لقا

Presented by Ziaraat.Com

حاسد اک امر تیرے لئے حق نے ہے کہا　　رونے لگا یہ سنتے ہی وہ راضی رضا

بولا کہ شکر مرحمت ذوالجلال ہے

دے اپنی نعمتیں یہ خدا سے سوال ہے

پوچھا کسی نے تب ہوا معلوم سب کو حال　　یہ ہیں حسنؑ جناب علی نقیؑ کے لال

ظاہر ہوا جو عمر کی جانب کیا خیال　۹　ہوگا قریب بیس برس کے یہ خوش جمال

سمجھے اشارہ ہم یہ کلامِ امام کا

ہے جانشین یہی شہ عالی مقام کا

روتا رہا وصی شہنشاہِ بحر و بر　　ساعت وہ آئی سر سے اٹھا سایۂ پدر

سامرے سے جناں کی طرف ہوگیا سفر　۱۰　ہے ہے چھٹا مسافر غربت سے یہ بھی گھر

غل پڑ گیا وفاتِ غریب الوطن ہوئی

سامان غسل کا ہوا فکرِ کفن ہوئی

دولتسرا میں جمع ہوئے ساکنانِ شہر　　کوئی تو کہتا آہ کہ سیّد نے پایا زہر

کیسا خدا کو بھول گئے بندگانِ دہر　۱۱　ہو ظلم پھر چھپائیں اسے دیکھیے یہ قہر

ظاہر نشانِ زہر تھا بیکس کی فوت سے

اُس پہ یہ قول تھے کہ مرے اپنی موت سے

خلقِ خدا سے بھر گیا باہر کا سب مکاں　　بو طالبِ جلیل کے تھے اہلِ خاندان

عباسیوں کے غول بھی تھے اُنکے درمیاں　۱۲　سردار فوج تابع فرمانِ حکمراں

جتنے تھے رکن سلطنتِ نابکار کے

موجود سب تھے گھر میں غریب الدیار کے

صحن مکاں میں آئی کنیز اک بشور و شین　　گریاں غمِ امامؑ میں تھی کر رہی تھی بین

یہ دیکھ کر نہ آیا دلِ عسکریؑ کو چین　۱۳　بولے صدائے نرم سے مولائے مشرقین

Presented by Ziaraat.Com

ہے کوئی منتظم جو اس فغاں کو روکدے
کیا کرتی ہے کنیز کہ ناداں کو روکدے

شاید یہ ہو امام دو عالم کا مدعا — کیوں کر رہی ہے بین زمانہ یہ ہے بُرا
کلمہ کوئی زبان سے نکل جاوے پُر بلا — ۱۴ — برہم عدو ہوں اس سے زیادہ کریں جفا
یا یہ مراد ہو کہ نہ اہلِ جفا سنیں
اغیار کیوں کنیزِ حرم کی صدا سنیں۔

اے محرمانِ شرعِ نبیؐ دو تم اسکی داد — یہ انتظام بہرِ کنیز اور یہ مراد
کچھ حال کربلا بھی ہے تم منصفوں کو یاد — ۱۵ — کیا اہلِ بیتؑ سے تھا جفاکاروں کو عناد
کس کی صدا نہ فوجِ ستمگار نے سُنی
لیکن کسی کی بات نہ کفار نے سُنی

مجلسِ در شہادتِ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

چھٹکر پدر سے بیکس و تنہا تھے عسکریؑ — پابندِ حکمِ خالق یکتا تھے عسکریؑ
حق کے ولی تھے خلق کے مولا تھے عسکریؑ — ۱ — احسان تھا جس کا جوش وہ دریا تھے عسکریؑ
ابرِ کرم تھے بحرِ سخا تھے زمانے میں
ویسے ہی جیسے ہوتے رہے اس گھرانے میں

یمثل تھا جو عالمِ دیں حجتِ اللہ — کیا قدر جاہلوں میں ہوئی اسکی آہ آہ
دم بھر نہ دستِ ظلمِ عدو سے ملی پناہ — ۲ — پردیس میں غریب مدینہ ہوا تباہ
صدمے طرح طرح کے رہے ایک جان پر
آیا کسی طرح کا نہ شکوہ زبان پر

صدہا مصیبتیں تھیں ہزاروں ملال تھے — ۳ — ضعف سے بیجان قلب و جگر پائمال تھے

Presented by Ziaraat.Com

پابندِ صبر و شکر تھے خوشحال تھے — کیونکہ نہ ہو حسینؑ سے صابر کے لال تھے
اُس کے عزیز تھے جو عزیزوں سے چھٹ گیا
وارث تھے ایسے گھر کے جو صحرا میں لٹ گیا

۴
عالم میں عسکریؑ تھے انہیں کے مہِ منیر — سجادؑ کی طرح ہوئے زنداں میں بھی اسیر
ہاں اتنا فرق ہے کہ یہ تنہا تھے گوشہ گیر — عابدؑ کے ساتھ تھے حرم حضرتِ امیرؑ
زنداں میں دخترانِ علیؑ بین کرتی تھیں
اُن کی صدائیں قلب کو بے چین کرتی تھیں

۵
زندانِ شام سا تو نہیں ہے کوئی مکاں — مخصوص ہے مصیبت سجادؑ نا تواں
اس طرح کی زمیں ہے کہاں زیرِ آسماں — مسکن بلا کا گھر تھا وہ آفت کا الاماں
پیدا ہوئے تھے عقرب و مار اُسکی خاک سے
پوچھے کوئی یہ رنج و محن آلِ پاک سے

۶
تھا کون اس خرابے میں غمخوارِ اہلِ بیتؑ — کس گھر میں تھی لٹی ہوئی سرکارِ اہلِ بیتؑ
دم توڑتا تھا قافلہ سالارِ اہلِ بیتؑ — مجبور تھا پڑا ہوا مختارِ اہلِ بیتؑ
بستر زمینِ سخت کا تکیہ تھا خشت کا
ویرانہ میں اسیر تھا مالک بہشت کا

۷
سامرے میں جو قید ہوا گیارہواں امام — حضرت کو بھی رُلا تا رہا ماجرائے شام
گویا نظر کے سامنے تھا واقعہ تمام — قیدی نہ تھے یہ صورتِ سجادؑ نیک نام
ملتے تھے دوستوں سے جدائی بھی ہوتی تھی
ہو جاتے تھے اسیر رہائی بھی ہوتی تھی

۸
ظاہر میں کر رہے تھے ستمگر بہت وقار — باتیں تھیں مکر کی دلِ حاکم میں تھا غبار
محکوم اُس کے اس سے زیادہ تھے نابکار — ظالم کے بعد جاہ و حشم کے اُمیدوار

Presented by Ziaraat.Com

کوشش تھی فرق آنہ سکے اپنی شان میں
ہو دھوم سلطنت کی اسی خاندان میں

ایماں میں رخنے ڈالتی ہے عادتِ حسد ۔ دنیا میں یہ بشر کے لئے ہے بلائے بد
۹
کچھ سوجھتا نہیں کہ یہ کیسی ہے جدوکد ۔ شیطان بھی ایسے وقت میں کرتا ہے مدد
تھا پیچ و تاب آپ کے علم و کمال سے
جلتے تھے روسیاہ پیمبرؐ کے لال سے

موقع ملا تو زہر دیا شہ کو بے گناہ ۔ لختِ دلِ رسولؐ کی حالت ہوئی تباہ
۱۰
بیمار ہو کے اُٹھ نہ سکا حجّتِ اِلٰہ ۔ مکّار معتمد سا نہ ہوگا خدا گواہ
بھیجے طبیب اُس نے دوا کرنے کیلئے
پوشیدہ اپنا حالِ جفا کرنے کے لئے

خدمت کو آئے چند نفر خادمِ امیر ۔ فرمانروا کی سمت سے حاضر ہوا وزیر
۱۱
کہنے لگا یہ قاضی قضات سے شریر ۔ جا تو بھی انتظام کر خدمت یہ ہے اخیر
ساماں تھا یہاں شہ عالم کی فوت کا
وہ کروٹیں وہ کرب جوانی کی موت کا

دو کم تھے تیس۳۰ سال میں اتنا ابھی تھا سن ۔ تھا زندگی کا لطف نہ تھے مرنے کے یہ دن
۱۲
پُر لطف کیا اُسے جو نہ دم بھر ہو مطمئن ۔ بیزار تھے حیات سے خود شاہِ انس و جن
دل پائمال رنجِ اسیری سے ہوگیا
بدتر شباب تو یکا پیری سے ہوگیا

شدت وہ تپ کی زہر کا وہ صدمۂ گراں ۔ ایسا تھا ضعف کانپتا تھا جسمِ ناتواں
۱۳
بچے ابھی تھے حجتِ حق صاحب الزماں ۔ تھا دو سال برس کوئی کہتا ہے پانچواں
جانِ نبیؐ نے بارِ امامت اُٹھا لیا
اس کمسنی میں کوہِ مصیبت اُٹھا لیا

Presented by Ziaraat.Com

مسموم ہو گیا تپ مہلک سے جاں بلب — آئی شبِ وفات تو حالت ہوئی عجب
١٤
اس رات کو صحیح تھے ایسے شہ عرب — خط لکھے اپنے ہاتھ سے بہر رضائے رب

آگے جو کام آئیں وہ مضموں بہم کئے
اہلِ مدینہ کو کئی نامے رقم کئے

ہوتی تھی شمع عمر امامِ ہدیٰ خموش — وقت نمازِ صبح جو آیا بجا تھے ہوش
١٥
فرمایا شہ نے پانی میں دو مصطفیٰ کو جوش — بھر کر کسی پیالہ میں لاؤ کروں گا نوش

اس دم نہ کوئی اور معین و کفیل تھا
صیقل کنیز ایک تھی خادم عقیل تھا

تعمیل حکم جب ہوئی بولے شہِ ہدیٰ — پڑھ لوں نماز صبح توقف کرو ذرا
١٦
پانی منگا کے شاہِ اُمم نے وضو کیا — اُٹھ کر فریضہ سحری کر لیا ادا

ساغر دیا کنیز نے پینے کے واسطے
دم رُک کے تیر بن گیا سینے کے واسطے

پینے کا قصد کرتے تھے سلطان خاص و عام — یہ ضعف تھا کہ دانتوں سے ٹکرا رہا تھا جام
١٧
صیقل نے روکا جام رہے آپ تشنہ کام — دیکھا کہ ہو گئے شہ دنیا و دیں تمام

وارث جو تھے حسین علیہ السلام کے
پیاسے ہی پہنچے پاس رسولِ انام کے

Presented by Ziaraat.Com

مجلسِ شہادتِ امام جعفرِ صادق علیہ السلام

۱

بے چین دل تھے حضرت باقرؑ کی یاد میں — ساماں غم تھا فرقۂ پاک اعتقاد میں
تھا جشنِ عید خانۂ اہلِ عناد میں — گویا بہار آئی تھی باغِ مراد میں
خوش تھے کہ بار ور شجرہ مدعا ہوا
اک تازہ گل علی کے چمن سے جدا ہوا

۲

دن رات اہلِ شر اسی تدبیر میں تھے آہ — خیر البشر کا نام مٹا دیں وہ روسیاہ
پر خلق رہ نہ سکتی تھی بے حجتِ اللہ — بخشا خدا نے جعفرِ صادقؑ کو عزّ و جاہ
جوہر کشائے تیغِ کرامت ہوئے حضور
رونق فزائے تختِ امامت ہوئے حضور

۳

قرباں ملک تھے جعفرِ صادقؑ کی شان پر — حافظ فدا تھے مصحفِ ناطق کی شان پر
مولا تو جان دیتے تھے خالق کی شان پر — معشوق کو بھی ناز تھا عاشق کی شان پر
قائل زباں ہر ایک منافق کی ہو گئی
عالم میں دھوم الفتِ صادق کی ہو گئی

۴

راضی قضا پہ تھا وہ جگر بندِ مرتضےٰ — کرتا ہے ایک شخص یہ وصفِ شب بیا
بیمار کوئی آپ کا تھا طفل مہ لقا — دولتسرا پہ اس کی عیادت کو میں گیا
حضرت کھڑے ہوئے تھے جھکائیں سلام کو
پایا مگر اداس امام انام کو

۵

اندر گئے حضور میں ٹھہرا رہا وہیں — دیکھا یہ واپسی میں کہ غم کا اثر نہیں
میں نے کہا کہ شاد رکھے رب العالمین — شہزادہ خیریت سے ہے اے بادشاہ دیں
فرمایا وہ مریض جہاں سے گذر گیا

Presented by Ziaraat.Com

لڑکے کا حال دیکھ کے آیا ہوں مرگیا

پوچھا کہ پہلے رنج تھا اب کیوں نہیں ملال
بولے ہم اہل بیت نبیؐ کا یہی ہے حال
غم کا دم نزول بلا کرتے ہیں خیال
نازل وہ ہوگئی تو کیا شکر ذوالجلال ۶
تسلیم کس طرح نہ رضا کبریا کی ہو
بندے کا دخل کیا جو مشیت خدا کی ہو

معصوم کی قضائے الٰہی پہ تھی نظر
کیونکر نہ ہو حسینؑ سے صابر کے تھے جگر
ہے آشکار ہمت شبیرؑ نامور
پردیس میں لٹا دیا آباد اپنا گھر ۷
فرعون عصر پھر گیا فخر کلیم سے
کینہ تھا منگ سخت گوہر یتیم سے

رہتی تھی اُس کو شام و سحر فکر قتل شاہ
جلتا تھا آفتاب امامت سے دل سیاہ
تھی آرزو کہ خانۂ حیدر ہو پھر تباہ
ہوں بے امام خادم سلطان دیں پناہ ۸
سادات مبتلائے بلائے عظیم ہوں
جعفرؑ ہوں قتل موسیٰ کاظم یتیم ہوں

ظالم کو بے گناہ سے منظور تھی دغا
مکار نے عراق میں آخر طلب کیا
کرتا رہا ارادۂ قتل شہ ہدا
اعجاز تازہ دیکھ کے کر دیتا تھا رہا ۹
تیغ ستم نکالتا تھا جب نیام سے
چل سکتا تھا نہ زور دعائے امام سے

صد حیف سنگدل کو کچھ اس کا تھا خیال
مہماں مرا ہے گلشن باقرؑ کا نونہال
منصور کا بھی ترک دغا میں وہی تھا حال
جیسے یزید و ابن زیاد و ذلیل خصال ۱۰
کس طرح ظالموں نے ستایا حسینؑ کو
لوٹا بلا کے گھر سے شہ مشرقین کو

Presented by Ziaraat.Com

حق کے ولی کا دشمن جانی تھا روسیاہ — سب آفتوں سے بچکے وطن میں جب آئے شاہ
وہ ظلم ہو گیا کہ مدینہ ہوا تباہ — انگور میں امام کو دلوایا زہر آہ ۱۱
سروِ ریاضِ دیں کا عجب حال ہو گیا
سرسبز باغِ دین کا پامال ہو گیا

پھر نماز آپ نے تاکید سخت کی — فرمایا گر خفیف کرے گا اسے کوئی
اس کو کبھی ہماری شفاعت نہ پہنچیگی — سب گوشِ دل سے سن رہے تھے وعظ آخری ۱۲
دل رو رہے تھے آنکھوں سے آنسو ٹپکتے تھے
حسرت سے منہ مسافرِ جنت کا تکتے تھے

ناگاہ بند ہو گئی آوازِ دردناک — پہنچی جوارِ رحمتِ خالق میں روحِ پاک
تیغِ الم سے دل ہوئے بیٹوں کے چاک چاک — تر ہو گیا یتیموں کے اشکوں سے فرشِ خاک ۱۳
فکرِ کفن وصیِ شہِ انس و جاں نے کی
تدبیرِ غسل شاہِ امامِ زماں نے کی

نہلا چکے پدر کو تو حاضر کیا کفن — کھولا پسر نے یوسفِ باقر کا پیرہن
پہنایا شہ کو خلعتِ دربارِ ذوالمنن — مظلوم کا جنازہ اٹھا رو دیے مرد و زن ۱۴
حجرے سے اپنے قبلۂ دنیا و دیں چلے
سونے مکاں میں سونے کو زیرِ زمیں چلے

تابوت کو تھے گھیرے ہوئے صاحبِ عزا — دیوار و در سے آتی تھی فریاد کی صدا
روتے تھے حق شناس جگر بندِ مصطفیٰ — عمامہ سر سے موسیٰ کاظم کے تھا جدا ۱۵
پڑھ کر نمازِ میتِ شاہِ امام کی
باقر کے پاس بنائی امام کی

تقدیر نے کہا کہ تاسف کا ہے مقام — اب اس جگہ یہ دفن نہ ہو گا کوئی امام ۱۶

Presented by Ziaraat.Com

شبرؑ سے ابتدا ہو کی جعفرؑ پہ اختتام	یکجا ہیں چار نائب پیغمبرؐ دنام

پہلو پدر کا موسٰی کاظم نہ پائیں گے
مثلِ حسینؑ اک نئی بستی بسائیں گے

ہاں جانشینِ جعفرِ صادق جگر فگار	یہ جو دور کربلا سے بنے گا ترا مزار
دن امتحاں کے آئے خبردار ہوشیار	۱۷	اے صابروں کے لال غریبوں کے یادگار

درپیش قبرِ جد و پدر سے فراق ہے
بغداد کی زمیں کو ترا اشتیاق ہے

اِمامِ کائناتؑ

شاعرِ حیات جناب تاثیر نقوی مدیرِ عظیم

جو روشنیٔ مطلعِ وحدت ہے وہ حسینؑ
جو نجمِ آسمانِ رسالت ہے وہ حسینؑ
جو آفتابِ برجِ امامت ہے وہ حسینؑ
جو ماہتابِ چرخِ ولایت ہے وہ حسینؑ
روشن جبیں سے جس کی فضائے حیات ہے
جو جزوِ نورِ کُل ہے، بنائے حیات ہے

کردار و عزم میں جو پیمبرؐ ہے وہ حسینؑ
میدان میں جو ثانیٔ حیدرؑ ہے وہ حسینؑ
تنہا جو ایک لاکھ میں لشکر ہے وہ حسینؑ
جو صابروں میں صبر کا پیکر ہے وہ حسینؑ
رنگیں لہو سے جس کے قبائے حیات ہے

Presented by Ziaraat.Com

جو تاجدارِ کرب و بلائے حیات ہے

واللہ! جس کا ذکر عبادت ہے وہ حسینؑ
قرآں کی دائمی جو صداقت ہے وہ حسینؑ
جو ہو بہو رسولؐ کی صورت ہے وہ حسینؑ
سب سے بڑی جو حق کی صداقت ہے، وہ حسینؑ

طوفاں کو اپنے واسطے ساحل بنا لیا
خود ڈوب کر لہو میں سفینہ بچا لیا

دل کا سکون، گلشنِ امیّد کی بہار
ذہنوں کا بادشاہ، خیالوں کا تاجدار
آفاق پر محیط، زمانے پہ اقتدار
اِنسانیت کی روح، تمنّائے کردگار

جس کا مقام دوشِ رسولؐ انام ہے
جو حق سے زیرِ تیغ و سناں ہم کلام ہے

وہ ذاتِ پاک مقصدِ یزداں کہیں جسے
وہ خالِ رُخ کہ نقطۂ قرآں کہیں جسے
عارض پہ حُسن وہ، مہِ تاباں کہیں جسے
وسعت وہ قلب کی حدِ امکاں کہیں جسے

جس کی نظر نے گردشِ ایّام موڑ دی
ہاتھوں نے جس کے وقت کی زنجیر توڑ دی

Presented by Ziaraat.Com

خود اپنی ذات سے رہی جس کی بلند ذات

جس کے گلے پہ ظلم کے خنجر چلا کیے
تیروں نے جس کے جسم پہ سجدے ادا کیے

روشن ہوا ہے کعبۂ دل جس کے نام سے
یہ آبروئے نطق ہے جس کے کلام سے
پوچھو جہاں کے رازِ نہاں اُس امام سے
کرتا ہے گفتگو جو نبیؐ کے مقام سے

گُم دو جہاں ہیں جس کے جہانِ خیال میں
ہے کائنات بند لبِ بے سوال میں

مقتل کی خاک پر حق و باطل کے درمیاں
اپنے لہو سے کھینچ دیا جس نے اک نشاں
وہ ساحلِ سکونِ غمِ بحرِ بے کراں
دامن میں جس کے موت کو حاصل ہوئی اماں

حلقوم جس کا وقت کی تلوار پر رہا
وہ، جس کا ہاتھ نبض کی رفتار پر رہا

جس نے جلائے اپنے لہو سے نئے چراغ
جس نے اٹھائے ہنس کے بہتر کے دل پہ داغ
جس کے حضور سجدہ کناں ہیں دل و دماغ
جس نے نثار کر دیا صحرا میں اپنا باغ

ہاتھوں پہ جس کے آکے خذف گفتگو کریں
ٹپکے عرق جس سے تو غنچے وضو کریں

Presented by Ziaraat.Com

نوحہ

مرزا اسد اللہ خاں غالب مرحوم

سروِ چمنِ سروری افتاد ز پا، ہائے
شد غرقہ بہ خوں پیکرِ شاہِ شہدا، ہائے

بر خاک راہ افتادہ تنے ہست، اسرش کو؟
آں روئے فروزندہ و آں زلفِ دوتا، ہائے

عباسؑ دلاور کہ دراں راہروی داشت
شمشیر بیک دست و بیک دست لوا، ہائے

آں قاسمؑ گلگوں کفنِ عرصۂ محشر
واں اکبرؑ خونیں تنِ میدانِ وغا، ہائے

آں اصغرؑ دل خستۂ پیکان جگر دوز
واں عابدؑ غم دیدۂ بے برگ و نوا، ہائے

اے قوتِ بازوئے جگر گوشۂ زہرؑا
دستِ تو بہ شمشیر شد از شانہ جدا، ہائے

اے شہرہ بہ دامادی و شادی کہ نہ داری
کافور و کفن، بگزرم از عطر و قبا، ہائے

اے مضطرِ انوار کہ بود اہلِ نظر را
دیدارِ تو دیدارِ شہِ ہر دو سرا، ہائے

اے گلبنِ نورستۂ گلزارِ سیادت
نایافتہ در باغِ جہاں نشو و نما، ہائے

اے منبعِ آں ہست کہ آرائشِ خلد ند
داغم کہ رسن شد بہ گلوئے تو روا، ہائے

بالغ نظرانِ روشِ دینِ نبیؐ، حیف
قدمی گہرانِ حرمِ شیرِ خدا، ہائے

ماتم کدہ آں خیمۂ غارت زدگاں حیف
غارت زدہ آں قافلۂ آلِ عبؑا، ہائے

آں تابشِ خورشید دراں گرم ردی حیف
واں طعنۂ کفّار دراں شورِ عزا، ہائے

غالبؔ بہ ملائک نتواں گشت ہم آواز
اندازۂ آں کو کہ شوم نوحہ سرا، ہائے

Presented by Ziaraat.Com

حضرت متینؔ مرحوم

لاچار حسینؑ

لاچار حسینا بے یار حسینا
اے بیکسوں کے قافلہ سالار حسینا

قربان گئی دیکھو تو کیا پشت بہن کی
نوکوں سے سنانوں کی ہے افگار حسینا

وہ خنجر بے پیر کہاں ہائے مقدر
اور بوسہ گہِ احمدِ مختار حسینا

ما بیٹھنے دے مکھی نہ جس جسم کے اوپر
اس جسم پہ ہو تیروں کی بوچھار حسینا

درانہ عدو بے ادبانہ ہوئے داخل
گھر فاطمہؑ کا ہو گیا بازار حسینا

آدم صفی اللہ سے تا عیسیٰ دوراں
ایسی نہ لٹی تھی کوئی سرکار حسینا

بل کھائے نہ کیوں دل مرا جب نوکِ سناں سے
بندھ جائیں ترے گیسوئے خمدار حسینا

ماں بہنوں کے اونٹوں کا بنا کون شتربان
عابدؑ کے سوا قافلہ سالار حسینا

خود رفتہ متینؔ غم سے ہے تو کیا عجب اس کا
اس غم سے تو ٹکڑے ہوئے کہسار حسینا

Presented by Ziaraat.Com

امام حسینؑ علیہ السّلام کا کربلا میں ورُود

میر مونس

جب شاہ کے سفر کا زمانہ گذر گیا — صحرائے کربلا میں علیؑ کا پسر گیا
جنگل تمام خلد کے پھولوں سے بھر گیا — ایسی ہوا کچھ آئی کہ گلگوں ٹھہر گیا

سرکا نہ اس زمیں سے قدم خوش خرام کا
گردن پھرا کے تکنے لگا منہ امامؑ کا

فرمایا شہ نے سچ ہے تری کچھ نہیں خطا — تو آہوئے ختن سے بھی چالاک ہے سوا
رکا ہے ہم کو موت نے اے اسپ باوفا — یہ سرزمیں ہے مقتلِ فرزندِ مصطفیٰؐ

یاں کلمہ گو لڑیں گے شہِ مشرقین سے
یہ خاک سرخ ہوئیگی خونِ حسینؑ سے

اترا فرس سے راکبِ دوشِ رسولِؐ پاک — کانپی زمین اڑنے لگی زرد زرد خاک
زینبؑ نے دی صدا کہ میں ہوجاؤں گی ہلاک — یہ دشت کونسا ہے المناک و ہولناک

لوگو خدا کے واسطے کہدو امامؑ سے
دو چار کوس بڑھکے رہیں اس مقام سے

ہر نخل اس زمیں کا مجھے تو ہے نخلِ سَم — پتّے ہراک درخت کے ہیں خنجرِ دودم
خارِ ستم سے یاں کا ہراک گل نہیں ہے کم — ہر سرو صورتِ الفِ آہ ہے غم

خوں ہے جگر، کھٹک ہے دلِ بیقرار میں
ہے ہے اثر ہے زہر کا اس سبزہ زار میں

جنگل ہے یہ کہ غم کی ہے چھائی ہوئی گھٹا — ہردم ہوا سے آتی ہے فریاد کی صدا
دیوِ مہیب ہیں کہ بگولے ہیں جابجا — روتے ہیں سہم سہم کے اطفالِ مہ لقا

اٹھتا ہے ہائے ہائے کا شور آبشار سے
شیروں کی آرہی ہیں صدائیں کچھار سے

Presented by Ziaraat.Com

ہائے کربلا والو!

اے خدا کے بندوں میں منتخب خدا والو
تختِ انّما والو، تاجِ ہل اتیٰ والو
شانِ مصطفیٰ والو، وضعِ مرتضیٰ والو
کیا وفا پہ جانیں دیں تم نے اے وفا والو

ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

کارزارِ ہستی میں تم نے دین پناہی کی
لاج رہ گئی تم سے تیغ کی سپاہی کی
تم نے آبرو رکھ لی فطرت الٰہی کی
سر کٹا کے ملت کی سربراہی کی

ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

حق کی راہ میں کھائے زخم دلنشیں تم نے
دل بنا دیئے کتنے درد آفریں تم نے
چوم کر سرِ میداں موت کی جبیں تم نے
خون گرم سے اپنے رنگ دی زمیں تم نے

ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

موت کی تمنا میں ہر طرف سے منہ موڑا
کربلا کے سینہ پر نقشِ زندگی چھوڑا
یہ ادا تھی مرنے کی پشت ظلم پر کوڑا
پیاس کی اذیت میں مسکرا کے دم توڑا

ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

Presented by Ziaraat.Com

دینِ حق کی بے تابی ہر طرف پکار آئی
ہاشمی شجاعت ہی پھر بروئے کار آئی
یہ تمہاری ہستی تھی جو چمن سنوار آئی
اپنے خون سے سینچا تب کہیں بہار آئی
ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

کس بلا کے جنگل میں آلِ مصطفےٰ ٹھہری
بے دیار کا مدفن ارضِ کربلا ٹھہری
آئی شامِ عاشورا صبح کو وغا ٹھہری
کیا خبر مدینہ کو شامیوں سے کیا ٹھہری
ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

اس طرح کے عالم میں پھر نہ دل جگر دیکھے
در پہ آکے ماؤں نے جنگ کے ہنر دیکھے
اپنے چاند کے ٹکڑے خوں میں تر بتر دیکھے
ریگِ گرم پر لاشے برچھیوں پہ سر دیکھے
ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

سر کہیں تھے نیزوں پر خاک پر کہیں لاشیں
دم بخود ہوئی دنیا دیکھ کر حسین لاشیں
خامشی کے عالم میں کام کر گئیں لاشیں
بے گناہ مارا ہے منہ سے بول اٹھیں لاشیں
ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

Presented by Ziaraat.Com

جس کا وجود فخرِ مشیّت تھا وہ حسینؑ

حضرتِ جوشؔ ملیح آبادی

تاریخ دے رہی ہے یہ آواز دم بدم
دشتِ ثبات و عزم ہے، دشتِ بلا و غم
صبرِ مسیح و جراٗتِ سقراط کی قسم
اِس راہ میں ہے صرف اک انسان کا قدم

جس کی رگوں میں آتشِ بدر و حنین ہے
جس سورما کا اسمِ گرامی حسینؑ ہے

جو صاحبِ مزاجِ نبوّت تھا وہ حسینؑ
جو وارثِ ضمیرِ رسالت تھا وہ حسینؑ
جو خلوتیِ شاہدِ قدرت تھا وہ حسینؑ
جس کا وجود فخرِ مشیّت تھا وہ حسینؑ

سانچے میں ڈھالنے کے لیے کائنات کو
جو تولتا تھا نوکِ مژہ پر حیات کو

جو اک نشانِ تشنہ دہانی تھا وہ حسینؑ
گیتی پہ عرش کی جو نشانی تھا وہ حسینؑ
جو خُلد کا امیرِ جوانی تھا وہ حسینؑ
جو اک سنِ جدید کا بانی تھا وہ حسینؑ

جس کا لہو تلاطمِ پنہاں لیے ہوئے
ہر بُوند میں تھا نوحؑ کا طوفاں لیے ہوئے

جو کاروانِ عزم کا رہبر تھا وہ حسینؑ
خود اپنے خون کا جو شناور تھا وہ حسینؑ
اک دینِ تازہ کا جو پیمبر تھا وہ حسینؑ
جو کربلا کا داورِ محشر تھا وہ حسینؑ

جس کی نظر پہ شیوۂ حق کا مدار تھا
جو روحِ انقلاب کا پروردگار تھا

Presented by Ziaraat.Com

ہاں اب بھی جو منارۂ عظمت ہے، وہ حسینؑ
جس کی نگاہ مرگِ حکومت ہے، وہ حسینؑ
اب بھی جو مرگ درسِ بغاوت ہے، وہ حسینؑ
آدم کی جو دلیلِ شرافت ہے وہ حسینؑ

واحد جو اک نمونہ ہے ذبحِ عظیم کا
شاہد ہے جو خدا کے مذاقِ سلیم کا

ہاں وہ حسینؑ جس کا ابد آشنا ثبات
کہتا ہے گاہ گاہ حکیموں سے بھی یہ بات
یعنی درونِ پردۂ صد رنگ کائنات
اک کارساز ذہن ہے اک ذی شعور ذات

سجدوں سے کھینچتا ہے جو مسجود کی طرف
تنہا جو اک اشارہ ہے معبود کی طرف

جس کا وجود عدل و مساوات کی مراد
جو کردگارِ امن تھا، پیغمبرِ جہاد
تحویلِ زندگی میں پئے رفعِ ہر فساد
قدرت کی اک امانتِ زرّیں ہے جس کی یاد

سوزاں ہے قلبِ خاک جو خونِ حسین سے
اک لَو نکل رہی ہے ابھی تک زمین سے

عالم میں ہو چکا ہے مسلسل یہ تجربا
قوّت ہی زندگی کی رہے گی گرہ کشا
سرِ ضعف کا ہمیشہ رہا ہے جھکا ہوا
ناطاقتی کی موت ہے طاقت کا سامنا

طاقت سی شئے مگر خجل و بدنصیب تھی
ناطاقتی حسینؑ کی کتنی عجیب تھی

طاقت سی شئے کو خاک میں جس نے ملا دیا
تختہ الٹ کے قصرِ حکومت کو ڈھا دیا
جس نے ہوا پہ رعبِ حکومت اُڑا دیا
ٹھوکر سے جس نے افسرِ شاہی گرا دیا

اس طرح جس سے ظلم سیہ فام ہو گیا
لفظِ یزید داخلِ دشنام ہو گیا

پانی سے تین روز ہوئے جس کے لب نہ تر
تیغ و تبر کو سونپ دیا جس نے گھر کا گھر

Presented by Ziaraat.Com

جو مر گیا ضمیر کی عزت کے نام پر ذلت کے آستاں پہ جھکایا مگر نہ سر

لی جس نے سانس رشتۂ شاہی کو توڑ کر
جس نے کلائی موت کی رکھ دی مروڑ کر

جس کی جبیں پہ کج ہے خود اپنے لہو کا تاج جو مرگ و زندگی کا ہے اک طرفہ امتزاج
سر دیدیا مگر نہ دیا ظلم کو خراج جس کے لہو نے رکھ لی تمام انبیا کی لاج

سنتا نہ کوئی دہر میں صدق و صفا کی بات
جس مردِ سرفروش نے رکھ لی خدا کی بات

ہر چند ہر ایک جور نے چاہا یہ بار ہا ہو جائے محو یادِ شہیدانِ کربلا
باقی رہے نہ نام زمیں پر حسینؑ کا لیکن کسی کا زور عزیزو نہ چل سکا

عباسِ نامور کے لہو سے دھلا ہوا
اب بھی حسینیت کا علم ہے کھلا ہوا

زار و نزار و تشنہ و مجروح و ناتواں تنہا کھڑا ہوا تھا جو لاکھوں کے درمیاں
گھیرے تھے جس کو تیر و تبر، ناوک و سناں اور سو رہا تھا موت کے بستر پہ کارواں

اتنا نہ تھا کہ حقِ رفاقت سے کام لے
گرنے لگیں اگر تو کوئی بڑھ کے تھام لے

ہاں وہ حسینؑ خستہ و مجروح و ناتواں ساکت کھڑا ہوا تھا جو لاشوں کے درمیاں
سنتا رہا سکون سے جو پیرِ نیم جاں اکبرؑ سے ماہ رو کی جوانی کی ہچکیاں

ہے ہے کی آرہی ہے صدا کائنات سے
پھر بھی قدم ہٹائے نہ راہِ ثبات سے

اے رہبرِ خجستہ و اے ہادیِ غیور تو حافظے کا ناز ہے، تاریخ کا غرور
اب بھی ترے نشانِ قدم سے ہے وہ سفر لوحِ جبینِ وقت پہ غلطاں ہے موجِ نور

Presented by Ziaraat.Com

تُو ہے وہ مُہر دفترِ عزم و ثبات پر
اب تک دمک رہی ہے جو لوحِ حیات پر

ہاں اے حسینؑ ابنِ علیؑ رہبرِ انام
اے منبرِ خودی کے حیات آفریں پیام
اے نطقِ زندگی کے مقدس ترین نام
اے چرخِ انقلاب کے ابرِ جواں خرام

غازہ ہے تیرا خون رُخِ کائنات کا
ہر قطرہ کوہِ نور ہے تاجِ حیات کا

اے خنجرِ برہنہ و اے تیغِ بے نیام
اے حق نواز امیرِ نبوت بدوش امام
اے تیرگی کی بزم میں خورشید کے پیام
اے آسمانِ درسِ عمل کے مہِ تمام

رہتی ردائے شام کی ظلمت ہی دین پر
ہوتا نہ تُو تو صبح نہ ہوتی زمین پر

مجروح پھر ہے عدل و مساوات کا شعار
اس بیسویں صدی میں ہے پھر طرفہ انتشار
پھر نائبِ یزید ہیں دنیا کے شہر یار
پھر کربلائے نو سے ہے نوعِ بشر دوچار

اے زندگی جلالِ شہِ مشرقین دے
اس تازہ کربلا کو بھی عزمِ حسینؑ دے

جس نے لباسِ خوئے جفا چاک کر دیا
جس نے شکستہ حالوں کو بیباک کر دیا
جس نے زمیں کو دے کے لہو پاک کر دیا
نوکِ سناں کو ہمسرِ افلاک کر دیا

قرآں کے جو لبوں سے ورق کھولتا رہا
لہجے میں جس کے نیزے پہ حق بولتا رہا

Presented by Ziaraat.Com